بھارت میں اُردو کا حال و مستقبل

محبانِ اُردو کے نام بیگم سلطانہ حیات کا

کھلا خط

آپ کو یاد ہوگا کہ تقسیمِ ہند کے بعد اردو کا چلن سکولوں وغیرہ میں سرکاری طور پر ختم کر دیا گیا تھا اور پھر دستورِ ہند کی دفعہ ۳۴۳ کے تحت یہ طے پایا تھا کہ حکومتِ ہند کی سرکاری زبان ہندی ہوگی جو دیوناگری رسم الخط میں لکھی جائے گی اور پھر ۱۹۵۱ء میں دفعہ ۳۴۵ کے تحت ہندی کو یو۔پی کی سرکاری زبان بنا دیا گیا اور اُردو کے وجود کو نظر انداز کر دیا گیا۔

ہم اردو والوں نے پنڈت کشن پرشاد کول صاحب کی زیرِ قیادت دستخطی مہم کا آغاز کیا اور لسانی تعصب کی تلواروں کی چھاؤں میں دستخطی مہم کامیابی سے ہم کنار ہوئی تھی۔ وقت گزرتا گیا اور اُردو کا کارواں چلتا رہا، اور جس ریاست میں اردو کا وجود سرکاری طور پر ختم ہو گیا تھا اس کو درجہ آٹھ تک ذریعۂ تعلیم بنانے کی اجازت مل گئی اور اب ہماری مانگ ہے کہ دسویں درجہ تک اُردو کو ذریعۂ تعلیم تسلیم کر لیا جائے۔

اردو کورس کی کتابوں کو شائع کرنے کا ایسا بندوبست کیا جائے کہ وہ سیشن شروع ہونے سے پہلے پورے صوبے میں بآسانی دستیاب ہو سکیں وغیرہ۔

نگران مراعات کو عملی جامہ پہنانے میں جن دقتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے وہ کام کرنے والے ہی جانتے ہیں یہ صرف ہمارے ساتھ حکومت ہی کا برتاؤ نہیں ہے، سرکاری دفتروں میں درخواست کے ساتھ ساتھ جانا پڑتا ہے تب جا کر کام ہوتا ہے۔ اردو والوں کے حالات کچھ زیادہ سخت ہیں مگر محنت اور لگن سے کام ہو جاتے ہیں، اس لیے سب اردو دوستوں سے اپیل ہے کہ حکومت نے اُردو کو جو مراعات دی ہیں ان کو اپنے حلقوں میں بروئے کار لانے کی ذمہ داری اب اُردو والوں کی ہے۔ اردو سے محبت کے معنی ہیں کہ اس کی عملی خدمت کی جائے۔

حکومت اردو کو دوسری سرکاری زبان تسلیم کرنے کے بعد اپنی ذمہ داریوں سے ایک حد تک سبک دوش ہو جائے گی اور اُردو کا چلن دوبارہ شروع صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ اُتر پردیش کے ہر گوشہ میں ان مراعات کو عملی جامہ پہنایا جائے۔

اس کے علاوہ ہماری مانگ یہ بھی ہے کہ ہر تحصیل میں کم از کم دو اُردو میڈیم سکول سرکار اپنے خرچ سے چلائے گو اس میں قباحت یہ ہے کہ پھر وہ بھی ہمارے لیے ایک مسئلہ بن جائیں گے مثلاً بی۔ٹی۔سی (بیسک ٹیچرس سرٹیفکیٹ) سینٹروں کو لیجیے۔ یہ بیسک ٹریننگ کالج (اردو) انجمن کی درخواست پر ٹیچروں کو اُردو تعلیم دینے کے لیے وجود میں آئے تھے اور اب یہاں سب مضامین پڑھاتے ہیں سوائے اُردو کے۔ ان کالجوں کی لائبریری کے لیے حکومت اب تک دو تین لاکھ روپے تو دے ہی چکی ہوگی مگر ایک پیسے کی بھی اردو کتابیں نہیں خریدی گئی ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی کالج جن کی تعداد ۷۰ ہے مجھے اپنی متعلقہ لائبریری میں کسی ایک سال کی مالی امداد سے اردو کی کتابوں کے خریدنے کی رسید اور کتابیں دکھادے تو میں اپنا بیان واپس لے لوں گی اور معافی مانگ لوں گی۔ ان حالات کے پیشِ نظر ہمارا مطالبہ ہے کہ بی۔ٹی۔سی پاس شدہ ٹیچروں کو عام ٹیچر تصور کیا جائے اور اس میں

عملاً تعلیم کو کوئی قباحت بھی نہیں ہوگی صرف سائن بورڈ ہی تو بدلنا ہوگا۔

اس تمام جدوجہد سے بچنے کے لیے ہمارا مطالبہ ہے کہ ہر تحصیل میں کسی اچھے دو اردو مکتبوں یا پرائیویٹ اردو سکولوں کو حکومت اپنالے، ٹیچروں وغیرہ کی تنخواہ دے تاکہ حکومت کے تعاون سے یہ مکتب یا سکول اپنا معیارِ تعلیم بلند کرسکیں اور پھر جلد ہی ان کو اردو میڈیم ہائی سکول میں تبدیل کردیا جائے۔ اس جگہ اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ صوبہ میں اس وقت ۸۱۴ گرانٹ یافتہ مکاتب ہیں اور ہم ان مکاتب کی کھوج کررہے ہیں جن کو پہلے گرانٹ ملتی تھی اور اب بند ہوگئی ہے تاکہ ان کی گرانٹ پھر سے جاری کرائی جاسکے۔ اس کے علاوہ ہم نے حکومت سے یہ بھی طے کیا ہے کہ ان امدادیافتہ مکاتب کا انتظام موجودہ ناظم صاحبان کے ہاتھ میں پہلے کی طرح رہے اور اگر حکومت کا دخل ذرا بھی ہوا تو اردو تعلیم کا مقصد فوت ہوجائے گا۔

اس کے علاوہ سرکاری جی۔ او نمبر ۵۹-۱۱۰-X۱۷/ ۱۰۴۵۳ مورخہ ۱۲ اگست ۵۹ء کی رو سے اردو میں حلف نامے، بیعنامہ، بغیر ہندی ترجمہ لگائے جاسکتے ہیں اور اس پر عمل سب سے پہلے قاضی عدیل عباسی مرحوم ایڈووکیٹ نے بستی میں کیا اور جب تک وہ زندہ رہے اس پر عمل ہوتا رہا۔ میں قاضی صاحب کی مثال ادھر بار بار دے رہی ہوں تاکہ جانے وکیل صاحبان اس طرف توجہ فرمائیں اور عدالتوں کچہریوں میں اردو کا چلن پھر سے عام ہوجائے۔

میں جانتی ہوں کہ اب یہ کام آسان نہیں ہے لیکن ہمیں اگر اپنی مادری زبان سے محبت ہے تو یہ کرنا ہوگا۔

ایک بڑی کامیابی انجمن کو یہ ہوئی ہے جس کو ریکارڈ لانے کے لیے یوپی کے ہر کونے میں محبانِ اردو کو گرمِ عمل ہونا چاہیے۔ وہ یہ کہ حکومتِ ہند پورے ملک میں جہالت کے خلاف ایک تعلیم بالغان مہم چلاتی ہے۔ تامل، تلگو، بنگالی وغیرہ غرضیکہ شیڈول ۸ میں شامل ہر زبان کے لوگ اس مہم میں شرکت کررہے ہیں، سوائے اردو کے۔

انجمن کی کوششوں سے اردو ڈائرکٹوریٹ سے ایک خط نمبر کیمپ/بیسک/زبان-۳-۲۶۸۳-۲۶۸۰، مورخہ ۱۴-۹-۸۹ یوپی کے ہر بیسک شکشا ادھیکاری کے نام جاری ہوگیا ہے کہ وہ ۱۵ دن کے اندر اندر ڈائرکٹر اردو کو بتائیں کہ ان کے حلقے میں کس قدر اردو تعلیم بالغان کی کلاسیں کھولی جاسکتی ہیں۔ ظاہر ہے بیسک شکشا ادھیکاری صاحبان اس طرف کچھ خاص توجہ نہ دے پائیں گے اس لیے یہ کام اب محبانِ اردو کا ہے کہ وہ بالغوں اور ان کے بچوں کے لیے اردو کلاسیں کھلوانے کے لیے بیسک شکشا ادھیکاری صاحبان کو خود ہی لکھ دیں کہ ان کے حلقے میں کن کن محلوں میں اندازاً کتنی کلاسیں ان پڑھ مردوں، عورتوں اور بچوں کی کھل سکتی ہیں۔ اس کے بعد چپ نہیں بیٹھنا ہے انہیں یاددہانی کرانا ہے۔ جی۔ ایس۔ اے اور ضلع کے تعلیم بالغان افسر سے بھی ملنا ہوگا۔ اس تجویز پر عمل کیا۔ مثلاً مجھے آج ہی اطلاع ملی ہے کہ لکھنؤ شاخ کے ایک سرگرم کارکن جناب جمال علوی نے اس تجویز پر عمل کیا اور بدقت تمام ان ضلع کے تعلیم بالغان افسر نے تعلیم بالغان کتابوں کے KITS دیے مگر اس میں اردو کی کوئی کتاب نہیں تھی۔ اب اس کی شکایت بھی جناب نرائن دت تیواری جی سے کی جارہی ہے۔ توقع ہے کہ جلد ہی اردو کا سیٹ KITS بھی تیار ہوکر اردو والوں کی خدمت کے لیے آجائیں گے مگر ہر طرف سے اردو کٹ کی مانگ کی ضرورت ہے۔ یہ سب کام پورے صوبے میں عمل جاری ہی سکتا ہے بشرطیکہ آپ حضرات خود دلچسپی لیں۔ اب وہ زمانہ گیا جب کچھ مقامات پر انجمن کے کارکنوں نے (باقی ۲۲ پر)